انسان , اسلام اور آئمہء عظام، مصنف قاری محمد حنیف ڈار

انسان جب پیدا ہوتا ہے تو گھر والے چھوٹے موٹے کپڑے لیئے تیار بیٹھے ہوتے ہیں ،جن میں مؤنث مذکر کا فرق بھی نہیں کیا جاتا کیونکہ نومولود چند ماہ تک دونوں جنس کی ضرورت پوری کرتا ہے،کبھی بیٹا لگتا ہے تو کبھی بیٹی،، والدہ بھی بیٹے کو پیار کرتے ہوئی بیٹی بنا کر پیار کرتی ہے اور بیٹی کو بیٹا کہہ کر دل خوش کرتی ہے،، پھر بچہ جب ذرا بڑا ہوتا ہے تو اس کے کپڑوں اور جوتوں میں فرق واضح ہونا شروع ہوتا ہے،، کپڑے ہوں یا جوتے ایک مخصوص وقت تک ہوتے ہیں پھر بچہ وہ کپڑے اور جوتے پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جاتا ہے،اب وہ کپڑے اور جوتے نشانی کے طور پر تو استعمال ہو سکتے ہیں مگر بچے کا جسم اور قد کاٹھ ان کو قبول نہیں کرتا ، وہ یہ تسلیم کر کےبھی کہ وہ کپڑے اور جوتے اس کے ہیں، انہیں پہن کر چل کر نہیں دکھا سکتا کیونکہ اب وہ اس کے حال کے مطابق نہیں، پھر ایک وقت آتا ہے کہ اس کا اسٹینڈرڈ سائز مکمل ہو جاتا ہے، اب اس کے قد کا بڑھنا رک گیا ہے، اب جوتا یا کپڑا پھٹ سکتا ہے مگر اس کے سائز میں فرق نہیں آتا،، جب بھی لے گا وہی اسٹینڈرڈ سائز اور مخصوص نمبر خریدے گا ! یہی حال دین کا ہے، انسانیت جب اپنے بچپن سے چلی تو اس کی عقلی و سماجی عمر کو دیکھتے ہوئے نبی بھی بھیجے گئے اور شریعتیں بھی بنائی گئیں ،مگر نہ وہ نبی ہمیشہ کے نبی تھے نہ ان کے معجزے ہمیشہ کے معجزے تھے اور نہ وہ شریعتیں دائمی شریعتیں تھیں وہ تکمیل کی منزل کی راہ کے پڑاؤ تھے،، وہ شریعتیں عارضی تھیں، حکم دینے والے کو پتہ تھا کہ وہ ٹرانزٹ دور کی قانون سازی ہے، اس لیئے اس کی حفاظت کا بندوبست بھی نہیں کیا گیا،، نہ وہ معجزے محفوظ اور نہ اس دور کی کتابیں محفوظ اور نہ شریعتیں محفوظ !! تا آنکہ وہ وقت آ گیا جب انسانیت اپنے بلوغ کو پہنچی اس کی عقل نے جو جولانیاں دکھانی تھیں وہ دکھا بیٹھی، جو سوال پیدا کرنے تھے وہ پیدا کر لیئے اور جو فتنے سوچنے تھے سوچ لیئے ! تب اللہ پاک نے وہ نبی بھیجا جس کی شریعت اور کتاب بھی محفوظ کی اور قبر اور معجزہ بھی محفوظ کر دیا ! جس کی سنت دائمی سنت قرار پائی ،جن کی کتاب انسانیت کے نام اللہ کا آخری خطاب قرار دی گئ اور جس پر لیا گیا عہد،، فائنل ٹیسٹامنٹ قرار پایا ! جو لوگ بھی جو سوال بھی کر رہے ہیں اور جو شبہ اور فتنہ اٹھانا چاہ رہے ہیں یہ باسی کڑھی کا ابال ہے ورنہ ہم جنسوں کے نکاح سے لے کر خدا کے انکار اور دہریت و الحاد تک سب کچھ کیا جا چکا اور اس کا جواب بھی دیا جا چکا،، ہر سوال کا جواب قرآن حکیم نے سوال پڑھ کر پھر اس کا جواب دیا ہے،، اور قوموں کی بربادی کی تاریخ بیان کر کے اس کا انجام بھی دکھا دیا ہے ! اب نہ تو پچھلے رسولوں کی پیروی مشروع ہے اور نہ ہی ان کی شریعت قابلِ عمل ہے ! اب قیامت تک تمام انسانوں اور تمام زمانوں کے لئے ایک ہی نبی کی سنت اور ان کی ہی شریعت قابلِ عمل ہے ! جس دین کا نام دینِ اسلام جو اپنے عروج اور جوانی کو پہنچ چکا ،، الیوم اکملت لکم دینکم دین کی تکمیل ہے و اتممت علیکم نعمتی ، رسالت کی تکمیل ہے اور رضیت لکم الاسلام دیناً-،، اسلام اور اس کے پیروکاروں کے لئے رب کی رضا کا سرٹیفیکیٹ ہے ! یہاں سے دوسرا مسئلہ شروع ہوتا ہے، وہی بچہ جو جوان ہو کر اپنے اسٹینڈرڈ قد کو پہنچ جاتا ہے،، اس کابڑھنا تو رک جاتا ہے مگر اس کا موٹا ہونا اپنی جگہ پہ ایک الگ مسئلہ ہے،، اس کی اونچائی تو وہی رہتی ہے مگر پھیلاؤ عمر کے ساتھ بڑھتا ہے، اب پرانا گلا اس کا گلا گھونٹتا ہے،، وہ بٹن کھول کر

گزارہ کرتا ہے یا گلے کا سائز چوڑائی میں زیادہ کرتا ہے، پرانی پینٹ اب اسے خصی کرنے کے کام تو آ سکتی ہے مگر پہنا کر اسے چلایا نہیں جا سکتا،، پرانی قمیص اسے پھنسا کر اس کی سانس تو روکی جا سکتی ہے مگر زیادہ دیر اسے پہن رکھنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا،یہاں سے درزی کا کام شروع ہوتا ہے جو گنجائش دیکھ کر کپڑے کو کھلا کرتا ہے،اور ٹھیک سائز کے مطابق بنا دیتا ہے،، دین میں یہی کام فقہا اور مجتہد کا ہوتا ہے،سوشیو پولیٹیکل اور سوشیو کلچرل معاملات جن میں اللہ پاک نے تبدیلی کی گنجائش قیامت تک رکھ دی ہے وہ اس گنجائش کو دیکھ کر ضرورت کے مطابق استعمال کرتے ہیں، خود قرآن حکیم کے بارے میں نبی پاک ﷺکا فرمان موجود ہے کہ اس کے خزانے قیامت تک خالی نہیں ہونگے اور یہ اپنے اندر غوطہ زن عاقل کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹائے گا، علماء کبھی اس سے سیر نہیں ہونگے،اسی کا اظہار ہمارے ماضی میں ہوا، امام مالک کے قدموں میں بیٹھ کر علم حاصل کرنے والے امام شافعی نے ان کے احترام کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ان کے بالمقابل اپنی فقہ دی اور وقت کی ضرورت کے مطابق دینی لباس کو سائز کے مطابق کیا،، اگرچہ تنگ نظروں اور اندھے مقلدوں کے ہاتھوں عین مسجد کے بیچ سنگسار کر دیئے گئے،اور کثرت سے خون بہہ جانے کی وجہ سے شہادت کا رتبہ پایا، پھر وہ وقت بھی آیا کب فقہ شافعی کے مقلدین تعداد میں فقہ مالکی پر غلبہ پا گئے، اس کے علاوہ امام ابوحنیفہ نے وقت کے درزی کا کام سنبھالا اور اپنے زمانے کے مسائل کے مطابق حل پیش کیئے، وقت تبدیل ہوا ،سوشیو پولیٹیکل حالات تبدیل ہوئے تو ان کے اپنے شاگردوں نے آگے بڑھ کر اپنے امام کے احترام کے علی الرغم ان کے 90٪ مسائل کو تبدیل کر دیا، کسی سے مسائل میں اختلاف کا مطلب اس کی بے عزتی اور بےحرمتی ہمارے زمانے کے لوگوں کی پست خیالی ہے، جو اندھی تقلید کو ادب و احترام کا درجہ دیتے ہیں،حالانکہ یہ دین کے لیئے سخت نقصان دہ ہے، یہ اسی طرح کا مرض ہے جو دل کا والو پھنس جانے سے پیدا ہوتا ہے،تازہ خون کی فراہمی رک جاتی ہے اور کارڈیک اریسٹ ہو کر بندہ مر جاتا ہے،ذرا ذرا سی بات پہ جو لوگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی تبدیلی لانی ہے تو لاؤ ابوحنیفہ کے پائے کا انسان تو ان سے گزارش ہے کہ امام ابو حنیفہ اگر امام ابو یوسف اور امام محمد کو دستیاب نہیں ہوئے تو آج وہ کہاں سے تشریف لائیں گے، اور تشریف لائیں گے تو امام نہیں رہیں گے، جس طرح بقول آپ کے عیسی علیہ السلام واپس آ کر نبی نہیں رہیں گے بلکہ امتی بن جائیں گے، امام کی امامت اپنے زمانے میں ہی چمکتی ہے کیونکہ وہ اپنے زمانے کے ہی ایکسپرٹ ہوتے ہیں،یہ جو ہمارا سورج ہے یہ بس اسی نظام شمسی میں امام اور پھنے خان ہے، ذرا سا یہاں سے ہٹ کر آگے چلا جائے تو کوئی اسے سیارے کے مول بھی نہ پوچھے،یہ ڈیڑھ سال میں جتنی انرجی پیدا کرتا ہے،اس کے آگے وہ سورج بھی ہیں جو صرف ڈیڑھ منٹ میں اتنی انرجی پیدا کرتے ہیں،، جو ذرا جہاں پہ ہے وہیں آفتاب ہے ! پھر کیا خود امام ابو حنیفہ کو اپنے زمانے میں کیا اتفاقِ رائے سے امام چنا گیا تھا؟ ان کے معارض موجود تھے اور ان پر اعتراضات آج بھی موجود ہیں اور بہت سارے معقول بھی ہیں،،امام ملک بھی اسی جرم ِ اجتہاد میں قابلِ تعزیر ٹھہرے،پورے مدینے کی رات بھر کی غلاظت اکٹھی کر کے ان کے بدن اور داڑھی سمیت چہرے پر ملی گئ اور گدھے پر سوار کر کے مدینے میں گھمایا گیا،پہلوانوں سے کھنچھوا کر ان کے شانے نکال دیئے گئے ،، امام احمد کو سرِ دربار روزے کی حالت میں روزانہ سو کوڑے مارے جاتے،ہر دس کوڑے بعد کوڑے مارنے والا بدل جاتا

مگر کوڑے کھانے والا وہی ایک ہوتا ،الغرض کہ جو لوگ بھی جس زمانے میں بھی اس عظیم دینی خدمت کا بیڑا اٹھائیں گے وہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ!

! ان ہی پتھروں پہ چل کر گر آ سکو تو آؤ

!میرے گھر کی راہگزر میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

اس یقین کے ساتھ کہ اللہ جس بندے سے جو اور جتنا کام لینا چاہتا ہے، اس سے پہلے کوئی اسے مار نہیں سکتا اور جو کام اللہ پاک کروا لیتا ہے اسے افراد یا وقت کبھی مار نہیں سکتا، اللہ اس کام کو پالتا ہے اور اسے لے کر چلنے والے لوگ فراہم کر دیتا ہے ! ہمارا سب سے بڑا المیہ وہ چشمے ہیں جو ہم نے اپنے اپنے مسالک اور اکابر کے نام پر چڑھا رکھے ہیں، ہم اپنے اپنے مسلک کے چشمے سے دنیا کو دیکھتے ہیں اور بد قسمتی سے وہ ہمیں ویسی ہی نظر آتی ہے ،جیسی کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں ،کسی کو گرین تو کسی کو لال اور کسی کو پیلی،، کتاب و سنت کا چشمہ کوئی خوش قسمت ہی چڑھاتا ہے، اپنے اکابر کو مافوق الفطرت اور خطا سے مبرا ہستیاں بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور شخصیتوں کو کوٹ کوٹ کر دل و دماغ میں گھسایا جاتا ہے،نتیجہ یہ ہے کہ ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر فقہی طور پر کوئی تبدیلی لازمی بھی ہے تو اس کے لئے ویسی ہی خطا سے معصوم اور مافوق الفطرت ہستیاں لے کر آؤ، اب ایسی افسانوی شخصیات نہ تو کبھی تھیں اور نہ اب اور نہ کبھی مستقبل میں لائی جا سکتی ہیں، جو بھی اٹھے گا اگر نو باتیں درست کرے گا تو ایک غلط بھی ضرور کرے گا اور اس غلطی کو درست کرنے والا بھی اللہ پیدا کر دے گا،،یہی سابقہ اماموں کی ہسٹری ہے اور اللہ کی سنت بھی اور یہی موجودہ اور آنے والے اماموں کے ساتھ ہو گا،، انسان کی امامت کا فیصلہ ہم عصر نہیں کرتے آنے والا وقت اور مستقبل کی نسلیں کرتی ہیں !!